

# نبی آخر الزمان

## محدثہ کشورے کے والے

○ ————— ○ جی لے حق محمد

وقت کسی عظیم شخصیت کا انتظار کر رہا تھا زمین اپنے سینے پر ایک محسن انسانیت کے قدموں کی چاپ سننے کے لئے بے قرار تھی۔ آسمان ایک بندہ حق پر رحمتوں کی برسات کرنے کے لئے مضطرب تھا۔ مصر اور ہندوستان، بابل اور نینوا، یونان اور چیبی کی تہذیبیں اپنی شمعیں گل کر چکی تھیں۔ روم اور فارس اگرچہ تمدنی عظمت کا پرچم بلند رکھنے کے دعویدار تھے مگر ان کے شیش محلوں میں بدترین نظام کا دور دورہ تھا۔ کراہتی سسکتی زندگی کے زخموں سے تعفن اٹھ رہا تھا۔ عرب کے ریگزاروں میں قبائلی عبیت نے حیاتِ انسانی کا گلا گھونٹ رکھا تھا۔ انسان صراطِ مستقیم سے بھٹک کر افراط و تفریط کا شکار ہو چکا تھا۔ کہیں وہ خدائی کا دعویدار تھا تو کہیں پتھروں اور درختوں کے سلسلے سجدہ ریز تھا۔ ان حالات میں ہادیؑ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ وہ انسانِ کامل آگیا حیاتِ انسانی جس کے لئے بے تاب تھی۔ وہ انسانِ کامل یہ مقصدِ عظیم لے کر آیا ليقوم الناس بالقسط یعنی دنیا سے انسانیت کو امن و انصاف کا گہوارہ بنا دے۔ انسانی معاشرہ کو ظلم و فساد سے پاک کر دے۔ عظیم انسان غریبوں میں پیدا ہوا، غریبی میں پرورش پائی اور عمر بھر غریبوں اور محدث کشورے کی دستگیری کرتا رہا پیغمبرِ اسلام ﷺ نے انکو کھولی تو شفقتِ پلیدی کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ دو تین روزہ واکرہ ماجدہ کا دودھ پینے کے بعد ثویبہؓ بی بی کے سپرد کر دیئے گئے جو ابولہب کی لونڈی تھی۔ ثویبہؓ کے بعد دودھ پلانے کے لئے حضرت حلیمہؓ کے حوالے کر دیئے گئے۔ یہ بھی ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتی تھیں آپ کئی برس تک اسی غریبی کے ماحول میں پرورش پاتے رہے۔ حضرت حلیمہؓ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپ نے اپنی چادریں کو مسلمان سر پر رکھنے اور انکوں

لے سیرت النبی شہل بحوالہ بخاری

سے لگانے میں سادات سمجھتے تھے حضرت حلیمہ زینہ کے لئے فریش پر بچھا دی تاکہ وہ اس پر بیٹھ سکے۔ حالی اپنی مستک میں کہتے ہیں:

وہ بیویوں میں رحمت لقب پانے والا      مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا      وہ اپنے پرانے کاغذ کھانے والا

فیقروں کا طبما ضیعفوں کا ماموئی

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

چھ برس کی عمر میں وہ اپنی والدہ ماجدہ کے ہاں واپس آئے اور ان کی والدہ انہیں ان کے ننھیال دلوں سے ملانے اور انہیں ان کے والدہ گرامی کی قبر کی زیارت کمرانے کے لئے مدینہ لے گئیں۔ مدینہ سے لہی پرلتے میں ابو اوز کے مقام پر (سرسید احمد خاں نے اس مقام کا نام ابو اوز لکھا ہے مگر شبلی نے اس کا نام ابو اوز لکھا ہے) آپ کی والدہ بھی وفات پا گئیں۔ والد سپہ نہیں تھے والدہ اب چل بسیں۔ سفر کی حالت میں چچا کا زمانہ غربت ہی غربت کا منظر تھا۔ آپ مکہ واپس آئے تو آپ کے جد امجد عبدالمطلب نے آپ کو سینے سے چٹایا اور آخر دم تک آپ کو خود سے جدا نہ کیا۔ آپ کی عمر صرف آٹھ برس کی تھی کہ آپ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔ وہ مرنے کے وقت آپ کو آپ کے چچا ابوطالب کے سپرد کر گئے تھے۔ اسی جان اور پے در پے جائگاہ حادثات۔ یہ اسی محنت کشوں کے ہمدرد کا گروہ تھا کہ مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے مگر زبان سے اُف تک نہ نکلا۔ ہر شکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ دس برس کے بچے تھے کہ محنت کشوں کے دوسرے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے تھے اور کسب معاش کا بوجھ اٹھانے میں اپنے چچا ابوطالب کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ زندگی میں سادگی اور محنت کشی کا عنصر ہمیشہ غالب رہا۔ ابوطالب تجارت کے سفر کو تیار ہوتے تو آپ بھی صندوق لے لے کر سفر کی اس محنت میں بھی وہ ان کے شریک ہوں گے۔ مجبوراً ابوطالب آپ کو ساتھ لے گئے۔ مار گوش نے ایک عجیب غلط بات کہی ہے کہ حضرت عبدالمطلب آپ کو اپنی خدمت کے لئے اپنے ساتھ رکھتے تھے اور دلیل میں حضرت حمزہ کا ایک قول نقل کیا ہے جبکہ اسی انگریز مصنف نے تسلیم کیا ہے کہ وہ قول حضرت حمزہ کی زبان سے نشر کی حالت

لے خطبات احمدیہ خطبہ باز صواعق از سرسید احمد خاں۔

میں نکلا تھا کیونکہ وہ اس وقت شراب پیئے ہوئے تھے۔ اب ہر ذی ہوش اندازہ کر سکتا ہے کہ نشہ میں کہی ہوئی بات کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ عبدالمطلب قلبی محبت کی وجہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اپنے دادا کی خدمت خود اپنی خوشی سے کرتے تھے۔ اسی طرح کوتاہ بینی یا بدخواہی کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ ابوطالب جبراً آنحضرت سے بکریاں چرانے کی خدمت لیتے تھے۔ یہ بات سراسر غلط ہے محنت اور مشقت آنحضرت کی پاک فطرت میں سمودی گئی تھی اور یہ چیز عرب معاشرے میں میحوب بھی نہ تھی۔ شرفاء کے بچے بکریاں چپایا کرتے تھے۔

آپ کی عمر بیس برس کی تھی، ابھی نوجوانی کا عالم تھا مگر آپ کا قلب اور دماغ تدبیر اور حکمت سے معمور تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عرب سردار جب اور جن کا چاہتے مال ہتھیالیتے تھے۔ بانڈ پرس کرنے والا کوئی نہ تھا چنانچہ قبیلہ زبید کے ایک یمنی شخص نے مکہ کے ایک مالدار شخص عاصی بن وائل سہمی کے ہاتھ کچھ مال بیچا مگر عاصی بن وائل اس کی قیمت دینے کے لئے تیار نہ ہوا اور مال مٹول کر تا رہا اس مسافر نے سرگردہ لوگوں سے رجوع کیا۔ مگر عاصی بن وائل کے سامنے کسی کا بس نہ چلا۔ اس یمنی مسافر نے جبل ابوقیس پر چڑھ کر بلند آواز سے یہ شعر پڑھا :

یا آل فہد لمظلوم بضاعتنا بیطن مکة فانی الداد والنصب

یعنی اے فہد بن مالک کی اولاد (قریش) اپنے وطن اور اپنے آدمیوں سے دو پر پڑے ہوئے مسافر کی فریاد کو پہنچو جس پر حرم مکہ کے اندر اس کے مال کے متعلق ظلم ہوا ہے، اس پر شرفائے قریش جمع ہوئے، ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے اور اس مسافر کو رقم دلائی۔ پھر ایک معاہدہ طے پایا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور کوئی ظالم مکہ میں نہ رہے گا۔ مظلوموں کے حامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف کے لئے پہلا قدم اٹھایا اور اعلان نبوت سے قبل ہی مظلوموں اور محنت کشوں کی آواز پر لبیک کہا۔ اس طرح یسعیاہ نبی کی وہ بشارت پوری ہونے لگی جو اس نے آنحضرت کے ہارسے میں دی تھی کہ ”وہ عدالت کو جاری کرانے گا کہ دائم رہے“، مظلوموں اور غریبوں کے

اس دانی نے دنیا کے سانسے ایسا نظام پیش کیا جس کی بدولت دنیا امن کا گہوارہ بن گئی۔ آپ نے ہمیشہ مجاہدوں سے پیار کیا اور فرمایا: المساکین فی یعنی مساکین میرے ہیں۔ آپ نے جب دعوتِ اسلام کا آغاز کیا تو سب سے پہلے غریب لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ حضرت بلالؓ جو غلام تھے اولین اسلام لانے والوں میں سے تھے اور انہوں نے تاریخ میں وہ مقام پایا کہ ان کا نام آتے ہی سرِ ارا دت سے ٹھک جاتا ہے۔ آپ نے معاشرے میں پھیلی ہوئی معاشی بدحالی کو دور کرنے میں پوری قوت صرف کر دی۔ آپ نے فرمایا مزدور کی اجرت اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دی جائے۔ آپ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو کسی مزدور سے کام لیتا ہے اور پھر اس کی محنت کا معاوضہ نہیں دیتا۔

اُس دور میں غلامی کا عام رواج تھا آپ نے ایسا نظام مرتب فرمایا جس سے آہستہ آہستہ غلامی کا خاتمہ ہوا اور یہ برائی انسانی ذہن سے یکسر محو ہو جائے۔ مختلف گناہوں کے ارتکاب پر یہ کفارہ مقرر کیا کہ غلام آزاد کیا جائے اور فرمایا غلاموں کو اپنے ہی گھر کا فرد سمجھو، انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ دولت مند لوگ غریبوں سے دُگنی محنت لیتے تھے۔ محتاج محنت کش لوگ معاشی محکومی کی وجہ سے دُگنی محنت کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی کو وہ کام کرنے کا حکم نہ دو جو تم خود نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا محنت کشوں پر ظلم کرنے سے باز رہو۔ کیونکہ ممکن ہے آج جو غریب مزدور ہے کل خدا اُس کو مالک بنا دے اور تم کو جو آج جاں نثاروں کے مالک ہو کل غریب مزدور کی صورت میں بدل دے۔ آپ نے غریب محنت کشوں کو ہدایت کی کہ محنت سے جی نہ چرائیں، کوئی غلط راہ اختیار کرنے کی بجائے اپنی محنت سے رزق پیدا کریں۔ آپ نے فرمایا مومن کی شناخت یہ ہے کہ مرتے وقت بھی اس کی بیشیائی محنت کے پسینے سے تر ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک انصاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خیرات (بھیک) کے لئے ہاتھ پھیلائے۔ آپ نے پوچھا کیا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں ایک چادر ہے جو میں کچھ اوپر لپیٹتا ہوں اور کچھ نیچے پچھاتا ہوں اور دوسرا ایک پیالہ جس میں پانی پیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ لے آؤ۔ جب وہ لے آیا تو آنحضرتؐ نے اس کا نیلام کیا۔ دو درہم سپرد بولی عثم ہوئی۔ آپ نے اس انصاری کو دو درہم دیئے اور کہا ایک درہم کا کھانا لے کر گھر دو اور دوسرے درہم سے ایک کلبھاری لاؤ۔ وہ کلبھاری لایا تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس میں دستہ ڈالا اور کلبھاری اُس کو پکڑاتے ہوئے کہا، جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور میں پندرہ فون تک تجھ کو

نہ دیکھوں۔ آپ کسی کا بیچارہ بیٹھا پسند نہ کرتے تھے بلکہ ہر شخص کو کسبِ معاش میں مشغول رہنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ یہ بھی اللہ کی عبادت ہے۔ وہ شخص چلا گیا اور جب پندرہ دنوں بعد پھر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس ضرورت سے بچے ہوئے دس درہم تھے اور وہ بہت خوش حال تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ، یہ (کسبِ حلال اور محنت) اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن بھیگ تیرے چہرے پر بدناما داغ بن کر نظر آئے۔

آپ نے خود ہمیشہ غریبی کی زندگی بسر کی تاکہ رہتی دنیا تک غریب لوگ مثال بنا کر اپنے اندر مشکلات برداشت کرنے اور محنت سے ان مشکلات پر قابو پانے کی بہت پیدا کریں غزوہٴ خندق کے موقع پر ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ میرا بھوک سے یہ حال ہے کہ پیٹ پر پتھر باندھے پھر رہا ہوں۔ اس غریبوں کے مونی نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا اٹھایا تو وہاں دو پتھر بندھے ہوئے تھے لیکن آپ کے چہرے پر زندگی سے بیزاری یا محنت سے فرار کے کوئی آثار نہ تھے۔ آپ شکم مبارک پر دو پتھر باندھے خندق کھودنے میں دیگر محنت کش صحابہ کے ساتھ پوری طرح شریک تھے اگرچہ صحابہ اصرار کرتے تھے کہ آپ ایک جگہ آرام سے بیٹھ جائیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا کے لئے بہترین نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ کس طرح محنت اور شفقت سے بازرہ تھے۔

جب آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ہڑبڑا چھوٹا متنا کرتا تھا کہ آپ اس کے ہاں قیام کریں۔ آپ نے فرمایا میری اڈھنی جہاں رکے گی وہیں قیام کروں گا۔ اس کو نہ روکو کیونکہ اس کو خدا کا حکم چکا ہے یتیموں کے والی پر ہزار جان سے قربان کہ ان کی اڈھنی دو یتیم بھائی سہل اور سہیل کی ویران پڑی ہوئی زمین پر جا رکی۔ اور یہ زمین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید لی۔ آج وہاں مسجد نبوی کی عالی شان عمارت کھڑی ہے اور اس زمین پر بڑے بڑے ولی غوث اور قطب سربسجود ہونا فخر سمجھے ہیں۔

آپ کی اپنی معاشی زندگی کس طرح تھی اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ

فرماتی ہیں ایک روز حضور میرے پاس تشریف لائے تو چہرہ مبارک پر تکلیف کے آثار تھے مجھے شبہ ہوا کہیں آپ کو تکلیف تو نہیں میں نے عرض کی آپ کا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کل شام ہمارے پاس وہ سات دینار آئے تھے تاہم انہیں کہیں خرچ نہیں کر سکے۔ آپ اس بات سے بہت ڈرتے تھے کہ آپ کے پاس کچھ مال ہو اور آپ کو اس دنیا سے رحلت کا پیغام مل جائے یعنی وہ مال اس کے حقداروں تک نہ پہنچا سکیں۔ چنانچہ حضرت بلالؓ کا کہنا ہے کہ حضورؐ کے پاس چار اونٹنیاں سامان سے لدی ہوئی آئیں تو آپ نے مجھ سے فرمایا یہ اونٹنیاں اور سامان لے لو جو فدک کے رئیس نے مجھے بھیجا ہے۔ ان سے اپنا قرضہ ادا کرو۔ بلالؓ کہتے ہیں میں نے ان سے سارا قرض چکا دیا اور مسجد میں واپس آیا تو حضورؐ مسجد نبی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے پوچھا کچھ بچا تو نہیں۔ میں نے عرض کی ہاں کچھ بچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھو مجھے اس سے جلد نجات دلا دو عشاء کی نماز کے بعد پھر بلایا اور پوچھا سامان کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کی میرے پاس ہے کوئی حاجتمند نہیں آیا۔ چنانچہ آپ مسجد ہی میں سو گئے حتیٰ کہ اگلے دن عشاء کی نماز کے بعد پھر بلایا اور سامان کا دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی خدا نے آپ کو اس سے راحت دے دی یعنی وہ سامان حقداروں تک پہنچ گیا ہے اس پر آپ نے اللہ اکبر کہا اور خدا کا شکر کرنے کے بعد گھر تشریف لے گئے۔

حضرت زید بن حارثہ ایک آزاد عیسائی خاندان کے فرد تھے۔ مگر کسی اربابوں میں قید ہو کر فروخت کر دیئے گئے۔ حکیم بن خزاعہ انہیں خرید کر لائے اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو دے دیا۔ حضرت خدیجہ نے یہ غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیا۔ زید کے والد حارثہ اور چچا کعب کو پتہ چلا کہ زید مکہ میں ایک شخص کا غلام ہے تو وہ دونوں مکہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زید کو آزاد کر دینے کی درخواست کی۔ آپ نے زید کو بلا کر پوچھا کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں حضور! یہ میرے والد اور میرے چچا ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تم کو لینے آئے ہیں اور میری طرف سے تم کو اجازت ہے چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ مگر زید نے آنحضرت کو چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا۔ ان کے والد خفا ہوئے اور زید سے کہا کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو۔ زید نے

کہاں میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ بات دیکھی ہے کہ میں اپنے باپ اور تمام خدائی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ اسخضرؑ نے ہر وہ بات جس کا دوسروں کو حکم دیا پہلے انتہائی بہتر طور سے خود اس بات پر عمل کر کے دکھلایا تاکہ آئندہ چل کر کبھی بھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ تو صرف کہنے کی بات ہے۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ زید کو آزاد کر دیا بلکہ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے زید کے بیٹے اسامہؓ کو اسلامی لشکر کا سالار مقرر فرمایا اور عرب کے کئی شرفاء ان کی کمان میں رہے اسخضرؑ نے کبھی امیر و فقیر میں امتیاز نہ روانہ رکھا۔ سر دانا بن قریش نے آپ سے کہا کہ آپ ہمارے لئے الگ نشست بنائیں اور فقرا کے لئے الگ۔ مگر ائفقہ فخریٰ کہنے والے نے اس کو پسند نہ فرمایا۔ آپ نے مالداروں کو ہدایت کی کہ اپنی قوم کے غریب محنت کش لوگوں پر سے ان کا معاشی بوجھ ہلکا کریں۔ ابو قتادہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو اللہ کی طرف سے نجات چاہتا ہو اس کو چاہئے تنگ دست کا بوجھ ہلکا کرے یا اس سے سارا بوجھ اتار دے۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا جو شخص تنگ دست کو مہلت دیتا ہے یا اس کا سارا بوجھ اس سے لے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ رحمت میں لے لیتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ معاشی بد حالی چاہے وہ محدود طبقے میں ہو پورے معاشرہ کو فساد میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اسی لئے آپ کا فرمان ہے کا دا الفقرا ان یکون کفلاً یعنی معاشی بد حالی کفر تک لے جاتی ہے۔ آپ نے اپنے حکیمانہ طرز عمل سے اس کا علاج فرمایا اور ہدایت کی اگر کوئی تنگ دست قرض لے اور وقت متعین نہ ہو اس نہ کر سکے تو اس کو مزید مہلت دو، نہ یہ کہ سود سود کے ذریعہ اس کو اتنا مجبور کر دو کہ وہ جرائم پیشہ بن جائے، بلکہ بہتر یہی ہے اس کا سارا قرضہ معاف کر دو یا اس کی طرف سے قرضہ ادا کر دو، اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہ مجبور ہو جائے کس بندے محصیت کی راہ اختیار کرتے ہیں، چوری ڈاکہ اور قتل و غارت کو فروغ ملتا ہے اور خدا کا قہر جب ٹوٹتا ہے تو اس میں یہ امیر بھی جکڑے جاتے ہیں، اس لئے بہتر ہے پہلے ہی ان محنت کش غریب

۱۔ تاریخ اسلام از نجیب اکبر آبادی۔

۲۔ محمد رسول اللہ از شیخ محمد رضا صفحہ ۷۷۳۔

۳۔ مشکوٰۃ باب الاخلاص والافطار۔

لوگوں کا بوجھ ہلکا کر کے ان کی معاشی بد حالی کو ختم کر دیا جائے۔

غلاموں کے اس موٹی نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی دنیا کو یہی ہدایت کی کہ غلاموں اور زیر دستوں کا خیال رکھو۔ آپ کا آخری وقت تھا۔ آپ نے فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکتم ایمانکم۔ یعنی نماز کو نہ بھولنا اور اپنے زیر دستوں کے ساتھ کوئی ناروا سلوک نہ کرنا۔ علماء اگرچہ دُما ملکتم ایمانکم سے غلام ہی مراد لیتے ہیں، مگر یہ جملہ اپنے وسیع مفہوم کو دامن میں لئے ہوئے ہے۔ اسی لئے اس کا ترجمہ زیر دست ہی بہتر ہے۔ دفاتر میں ہر چھوٹا بڑے کا زیر دست ہے۔ کانٹوں میں مزدور مالک کا زیر دست ہے۔ زمینوں میں مزارع زمیندار کا زیر دست ہے۔ گھر میں بیوی شوہر کی زیر دست ہے۔ بچے ماں کے زیر دست ہیں۔ گویا ہر شخص کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے زیر دست کے حقوق کا خیال رکھے۔ تاکہ معاشرہ پاک صاف اور خوشحال رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانی معاشرہ کو ظلم و فساد سے پاک کرنے کے لئے تشریف لائے تھے آپ نے پوری زندگی اس طرح گزاری کہ ہر گوشے کے لئے آپ کی زندگی بہترین نمونہ بن گئی۔ جب بھی کوئی اس کی اتباع کرے گا دنیا و آخرت میں صلاح پائے گا۔

بہ مصطفےٰ برسوں خویش را کہ دیں ہمہ اوست  
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است





# نعتِ نبیؐ

بشیرِ حسینؑ سے ناظم

مکینِ گنبدِ خضراءِ بہاءِ خلدِ بریں  
 ہوائے حمد کے حاملِ سعادتوں کے امیں  
 تو نورِ صبحِ ازلِ روشنیِ شامِ ابد  
 تو تاپِ سشمس و قمرِ ضوعِ انجسم و پرویں  
 ہے خاکِ پا تری کحلِ البصرِ پیئے عشاق  
 تیرا نشانِ قدمِ قبلہ گاہِ اہلِ یعتیں  
 ہے تیری دیدِ تیرا تذکرہ شہِ خوباں  
 قرارِ خاطرِ مضطر کونِ قلبِ حزیں  
 ترے گداؤں میں خاتانِ قیصر و کسریٰ  
 ترے غلاموں میں شامل ہے جبرئیلِ امیں  
 تری نگہ سے سلامت ہے زندگی میری  
 ترے کرم سے میرے روز و شب جمیل و حسین  
 کلامِ خالقِ اکبرِ دلیل و شاہد ہے  
 رگ و رید سے اقرب ہے وہ توجاں سے قرین  
 کھلی یوں اہلِ جہاں پر حقیقتِ ناظم  
 خوف تھا، نعتِ نبیؐ سے بنا ہے درِ شمیم